السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا گاؤں والے جمعہ کی نماز گاؤں میں پڑھ سکتے ہیں علماء احناف سے سنا ہے کہ گاؤں میں جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی اس کے لیے شہر ہونا شرط ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جو مسئلہ آپ نے پوچھا اس کے بارے میں فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز۔حفظہ اللہ تعالیٰ کا ایک فتویٰ میرے پاس موجود ہے اس لیے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے شیخ موصوف کے فتویٰ کی ایک نقل جناب کو ارسال کر رہا ہوں اس کا مطالعہ فرمالیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس سے آگاہ کر دیں۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز دو محترم بھائیوں عبدالمنان بن عبدالحق نورپوری اور محمد صدیق کی طرف اللہ تعالیٰ ان کو قول حق اور عمل بالحق کی توفیق دے اور ان کے علم و ایمان میں اضافہ فرمائے۔''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اما بعد!میرے پاس تم دونوں کی تحریر پہنچی۔اور گاؤں میں نماز جمعہ قائم کرنے کے حکم میں تم دونوں کے ذکر کردہ اختلاف میں۔میں نے غور وفکر کیا ہے اور تم نے مجھے فیصل تسلیم کیا ہے۔اور اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور تمہیں ہدایت کی دعوت دینے والے اور حق کے مددگار بنائے۔اور وہ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمادے اور اسی پر ثابت قدم رکھے،بے شک وہ سب سے اچھا مسئول ہے۔اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ حق مومن کی گم شدہ متاع ہے جب وہ اسے پاتا ہے تو پکڑ لیتا ہے اور یہ بات بھی پوشیدہ نہیں کہ اختلافی مسائل میں مرجع اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ ہے۔

جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''اے ایمان والو!اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم میں سے اولی الامر کی پس اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ۔یہ بہتر ہے اور اچھا ہے انجام کے اعتبار سے'' (النساء59)

اور اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے:

(اور جس چیز میں تم اختلاف کرو تو اس کا حکم اللہ کی طرف ہے۔(شوریٰ10

اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

کہہ دو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی پس اگر تم پھر جاؤ تو رسول کا بوجھ اس پر ہے اور تمہارا بوجھ تم پر ہے۔

(اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور نہیں ہے رسول پر مگر پہنچانا ظاہر (النور54

اور جو لوگ گاؤں میں نماز جمعہ قائم کرنے کے وجوب کے قائل ہیں اور جو وجوب کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی اس کو صحیح سمجھتے ہیں میں نے دونوں فریقوں کے دلائل پر غور کیا ہے تو میں نے پہلے قول والوں کے دلائل کو واضح اور اکثر پایا ہے اور وہ جمہور ہیں۔اور جو دلائل اس کو واضح کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی نماز قائم کرنا اپنے بندوں پر فرض کی ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف کوشش کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو (الآیۃ) (الجمعۃ) اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ لوگ ضرور بالضرور جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں گے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافلین سے ہو جائیں گے۔(مسلم۔الجمعۃ۔باب التغلیظ فی ترک الجمعۃ) اور اس لیے کہ نبی ﷺ نے مدینہ میں جمعہ کی نماز قائم کی اور مدینہ ہجرت کے وقت گاؤں کے حکم میں تھا اور نقیع الخضمات میں نماز جمعہ کے قائم کرنے پر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور وہ گاؤں کے حکم میں تھا۔اور نبی ﷺ سے اس کا انکار ثابت نہیں اور یہ حدیث سند حسن سے ہے اور جس نے ابن اسحاق کے ساتھ اس حدیث کی علت نکالی ہے اس نے غلطی کی ہے کیونکہ سماع کی تصریح ثابت ہے۔(ابوداؤد۔الجمعۃ۔باب الجمعۃ فی القریٰ) اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے دیکھا کہ میں پڑھتا ہوں۔(بخاری۔کتاب الاذان۔باب الاذان للمسافرین اذا کانوا جماعۃ والاقامۃ) اور ہم نے دیکھا کہ جس وقت سے آپ مدینہ پہنچے اسی وقت سے نماز جمعہ پڑھی اور نبی ﷺ نے ''جواثا'' والوں کو نماز جمعہ قائم کرنے پر برقرار رکھا اور وہ بحرین کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔اور اس کی حدیث صحیح بخاری میں ہے۔(بخاری۔الجمعۃ۔باب الجمعۃ فی الدن والقریٰ) اور اس لیے کہ نماز جمعہ جمعۃ المبارک کے دن پانچ نمازوں میں سے ایک نماز ہے تو اس کا ادا کرنا شہر والوں کی طرح گاؤں والوں پر بھی واجب ہے۔اور جس طرح جمعہ کے دن کے علاوہ ظہر کی نماز تمام کے حق میں ہے اسی طرح جمعہ کے دن نماز جمعہ سب کے لیے ہے۔اور جنگل اور سفر میں نماز جمعہ قائم نہیں کی جاتی کیونکہ اس کے قائم کرنے کا بوادی اور مسافرین کو نبی ﷺ کا حکم نہیں ہے اور آپ نے سفر میں اس کو قائم نہیں کیا تو اسکے علاوہ جمعہ کو قائم کرنا واجب ہوا اور جو اس کے علاوہ ہے وہ گاؤں اور شہر ہی ہیں۔اور جمعہ کے قائم کرنے میں بڑی حکمتیں ہیں کہ گاؤں والے ایک مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور ہر ہفتہ جمعۃ المبارک کے دو خطبوں میں اللہ کے دین کے لئے وعظ و نصیحت ہوتی ہے۔

ہمارے ذکر کردہ دلائل سے ہر منصف پر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جمہور کا قول صحیح ہے اور حق کے قریب ہے بنسبت مخالفین کے اور جمہور کا قول ہی مسلمانوں کے دین اور دنیا کے معاملہ میں نفع بخش ہے اور براءۃ ذمہ کے قریب ہے اور اسی میں امت کی اصلاح ہے ۔

اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے تو وہ موقوف ہے اور مرفوع ثابت نہیں جس طرح اسی بات پر بہت زیادہ محدثین نے متنبہ کیا ہے ان میں سے امام نووی رحمہ اللہ ہیں اور موقوف کی صحت میں بھی نظر ہے کیونکہ عبدالرزاق کے ہاں اس کی اسانید میں ثوری رحمہ اللہ ہیں اور انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی اور وہ موصوف بالتدلیس ہیں اور جابر جعفی اور حارث اعور بھی ہیں اور وہ دونوں ضعیف اور ابن ابی شیبہ کے ہاں اس کی سند میں اعمش ہیں اور انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی اور وہ مشہور مدلس ہیں لیکن جب ثوری اور اعمش صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئیں تو ان کی معنعن روایت سماع پر محمول ہوگی لیکن صحیحین کے علاوہ جب وہ دونوں سماع کی تصریح نہ کریں تو ان کی روایت کی تعلیل میں کوئی رکاوٹ نہ ہے ۔

یہ میرے لیے ظاہر ہوا ہے اور میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تم دونوں کو اور ہمارے سب بھائیوں کو قبول حق کی توفیق دے اور وہ ہم پر احسان کرے کہ ہم حق کو باطل پر ترجیح دے سکیں اور وہ ہمیں تعصب اور خواہش پرستی سے بچائے تمام حالتوں میں ۔ وہ اس کا ولی ہے اور اس پر قادر ہے''

الرئیس العام : لادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

احکام و مسائل

نماز کا بیان ج1ص239

محدث فتویٰ